حافظ محمد الیاس

فوج کے نام......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام

1۔سعد بن ابی وقاص کے نام

ذیل کا خط عقد الفرید میں بیان ہوا ہے۔

یہ حضرت عمر کا (جو مختصر نویس مشہور ہیں اور غالباً تھے بھی) سب سے لمبا خط ہے اور اس کا مضمون عالی وفوجی اقدار پر مشتمل ہے۔

''میں تم کو اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ

(۱) ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں کیونکہ خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے مؤثر چال ہے۔

(۲) تم اور تمہاری فوج دشمن سے جتنے چوکنا رہیں اس سے زیادہ ''معاصی'' سے ہوشیار رہیں کیوں کہ فوج کو دشمن سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔

(۳) مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتار ''معاصی'' ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہم دشمن پر فتح نہ پا سکیں، کیوں کہ ہماری تعداد اس سے کم ہے اور ہمارے ہتھیار اس کے ہتھیاروں سے گھٹیا ہیں، اگر ''معاصی'' میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائے گا اور اگر ہم اپنی راست بازی کی قوت سے اس پر غلبہ نہ پا سکیں تو اپنی فوجی قوت سے یقیناً نہیں پا سکیں گے۔

(۴) تم کو یاد رہے کہ خدا کی طرف سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمہارے چال چلن پر نظر رکھتے ہیں، جن کو تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے، ان سے غیرت کرو اور خدا کی نافرمانی (معاصی) سے بچتے رہو۔

(۵) یہ نہ کہو کہ دشمن چوں کہ برا ہے اس لیے کبھی ہم پر فتح نہ پا سکے گا کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض قوموں پر ان سے بڑی قومیں غالب آ جاتی ہیں جس طرح مجوسی کافر بنو اسرائیل پر غالب آ گئے جب کہ بنو اسرائیل نے نافرمانیوں سے خدا کو ناراض کیا۔

(۶) خدا سے دعا مانگو کہ تمہارے اندر ''معاصی'' سے بچنے کی طاقت پیدا ہو اور یہ دعا اسی خلوص سے ہو جس سے دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگتے ہو، میں بھی اپنے اور تمہارے لیے خدا سے یہ دعا مانگتا ہوں۔

(۷) کوچ کی حالت میں فوج کے آرام کا خیال رکھواور اتنا زیادہ ان کو نہ چلاؤ کہ تھک جائیں۔

(۸) ایسی جگہ ٹھہرنے سے ان کو نہ روکو، جہاں سہولت و آرام ہو، تا کہ وہ جب دشمن کے مقابل ہوں تو ان کی توانائی بحال ہو۔

(۹) دورانِ کوچ' ہر ہفتہ ایک دن اور ایک رات قیام کر دو تا کہ فوج کو آرام ملے اور وہ اپنے ہتھیار اور سامان درست کر سکیں۔

(۱۰) جن لوگوں سے تم صلح کر و یا جو جزیہ دے کر تمہاری پناہ میں آ جائیں، ان کی بستیوں سے دور پڑاؤ ڈالو اور کسی کو ان بستیوں میں نہ جانے دو سوائے اس شخص کے جس کی سیرت پر تم کو پورا پورا بھروسہ ہو۔

(۱۱) تمہارا کوئی سپاہی یا فوجی افسر بستی والوں کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ نہ کرے، کیوں کہ تم نے ان کی حفاظت ان کی جان مال اور آبرو کے احترام کا ذمہ لیا ہے اور یہ ایک آزمائش ہے جس طرح اپنے مواخذات سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری ان کے (یعنی ذمیوں اور اہل معاہدہ) کے لیے ایک آزمائش ہے، جب تک وہ اس ذمہ داری کو خوبی سے انجام دیتے رہیں، تمہارا فرض ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(۱۲) جن لوگوں سے تم نے صلح کی ہو ان پر ظلم وستم کر کے دشمن پر فتح پانے کی خواہش نہ کرو۔

(۱۳) جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے لیے جاسوس بھجوا دو، دشمن کے حالات سے پوری طرح باخبر رہو۔

(۱۴) تمہارے پاس جاسوس اور مشورہ کے لیے ایسے عرب یا مقامی غیر عرب ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی پر تم کو اعتماد ہو، کیوں کہ عادتاً جھوٹا اگر سچی خبر بھی لائے تو تم کو اس سے فائدہ نہ ہو گا اور دھوکہ باز تمہارے خلاف جاسوسی کرے گا نہ کہ تمہارے حق میں۔

(۱۵) دشمن کے علاقہ سے قریب پہنچ کر تم کو چاہیے کہ ادھر ادھر رسالے بھیجو اور دشمن اور اپنے درمیان دستے پھیلا دو، یہ دستے رسد اور فوجی اہمیت کی چیزوں کو دشمن تک پہنچنے سے باز رکھیں اور رسالے دشمن کی دفاعی خامیاں دریافت کریں۔

(۱۶) رسالوں کے لیے ایسے لوگ منتخب کرو جو بہادر اور صائب رائے ہوں اور ان کو تیز رفتار گھوڑے دو۔

(۱۷) دستوں میں ایسے لوگ ہوں جن کو جہاد کی لگن ہو اور جو تلواروں کے نیچے پامردی سے ڈٹے رہیں۔

(۱۸) رسالوں اور دستوں کے انتخاب میں ذاتی دلچسپی کو دخل نہ دو، کیوں کہ ایسا کرنے سے تمہارے مشن کو جو نقصان پہنچے گا اور تمہاری لیاقت پر جو حرف آئے گا وہ اس فائدہ سے کہیں زیادہ ہو گا جو دوستوں کے ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔

(۱۹) رسالے اور دستے اسی سمت کو بھیجو جہاں ان کے شکست کھانے ،نقصان اٹھانے یا تباہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۰) جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو اپنی بچھڑی ہوئی فوجیں، رسالے اور دستے سب اپنے قریب جمع کر لو اور اپنی قوت

اور چالوں سے کام لینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(۲۱) جب تک دشمن خود حملہ آور نہ ہو لڑنے میں جلدی نہ کرو، تاکہ تم اس کی فوجی خامیوں اور دفاعی کمزوریوں سے واقف ہو سکو اور اپنے گرد و پیش سے مقامی باشندوں کی طرح باخبر ہو جاؤ، اس واقفیت کے بعد تم اس بصیرت سے لڑسکو گے جس سے دشمن لڑنے پر قادر ہوگا۔

(۲۲) اس کے علاوہ تم اپنی فوج پر پہرہ دار مقرر کرو اور حتی المقدور شب خون سے چوکنا رہو۔

(۲۳) اگر کوئی ایسا قیدی جس کو امان نہ دی گئی ہو تمہارے پاس لایا جائے تو اس کی گردن مار دو تاکہ دشمن کے دل میں ڈر بیٹھ جائے، اللہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا نگہبان ہے اور اسی کی مدد پر فتح کا دار و مدار ہے۔

2۔ سعد نے فتح قادسیہ کے بعد مرکز کو خوش خبری کا خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ جنگ ختم ہونے کے دوسرے دن شام سے سات سو ستر مجاہدوں کی کمک وارد ہوئی ہے، میں نے ان کو مال غنیمت میں شریک نہیں کیا اور اس باب میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں، جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں، تمہارا خط ملا اس فتح کے لیے خدا کا بہت بہت شکر گزار ہوں جو تمہارے ہاتھوں اس نے ہم کو عطا کی خدا نے مجھ کو تمہارا حاکم اعلیٰ بنا کر میری آزمائش کرنا چاہی ہے۔ جس کو میرا ماتحت کر کے تمہاری آزمائش کرنا چاہی ہے۔ **وانی واللہ لا احصی شیئا من امور کم فا علمه واما اذا جتمع صلح** (؟) جب حاکم ہمدرد اور رعایا اس کی خیر اندیش ہو تو حاکم کا فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رعایا کا فرض ہے کہ وہ اس برتاؤ کی قدر کرے اور حاکم کی شکر گزار ہو، مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوں اور جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے تین دن کے اندر آئیں ان کو بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیے۔ تمہارے غلام اور موالی اگر جنگ شروع ہونے کے تین دن کے اندر شریک ہوں تو وہ بھی مال غنیمت سے حصہ پائیں گے جو مال و متاع بطور غنیمت تمہارے قبضہ میں آئے اس کی تقسیم انصاف سے کرو۔

3۔ زہرہ بن حویہ حشمی سعد کے مقدمۃ الجیش کے ایک نوعمر، نڈر اور چابک دست کمانڈر تھے۔ ہر خطرہ میں گھس جاتے تھے، تلوار بازی اور تیر اندازی میں ان کو غیر معمولی مہارت تھی۔ جنگ قادسیہ میں بہت سے ایرانی اُن کی تلوار کا شکار ہوئے، ان میں ایک بہت بڑا فوجی افسر جالینوس تھا، زہرہ نے اس کی وردی اور ہتھیار اتار لیے وردی پر اتنا قیمتی کام تھا کہ کہا جاتا ہے اس کی قیمت ستر ہزار درہم (تقریباً چالیس ہزار روپے) تھی زہرہ وردی پہن کر سعد کے پاس آئے تو سعد نے وردی اتار لی اور ترشی سے کہا کہ تم نے میری اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور وردی پر قابض ہو گئے۔ زہرہ کو یہ سختی ناگوار ہوئی اور

انہوں نے شکایت کا خط مرکز کو لکھا اور سعد نے بھی زہرہ کی بے ضابطگی اور اس قدر قیمتی وردی پر تن تنہا قابض ہونے کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے ذیل کا خط بھیجا۔

(۲) تم زہرہ جیسے شخص سے الجھے، حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے جنگ کی آگ میں کیسی کیسی لپٹیں کھائی ہیں اور ابھی یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی ہے۔

(۳) سخت گیری سے اس کا حوصلہ نہ توڑو اور نہ اس کا دل برا کرو۔

(۴) وردی اور ہتھیار جو اس نے جالینوس کو مار کر لیے ہیں۔ بحال کر دو اور اس کو دوسرے مجاہدین قادسیہ سے پانچ سو درہم زیادہ عطا (سالانہ تنخواہ) دو۔

4۔ ذیل کے دو خط سعد کے ان دو مراسلوں کے جواب میں ہیں جن میں انہوں نے فتح قادسیہ کے بعد حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تھا کہ سواد کے رئیسوں اور کاشتکاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔

پہلے مراسلہ میں انہوں نے لکھا: سواد کے بعض رئیس دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے خالدؓ اور مثنیٰ کی فتوحات کے زمانہ میں ان سے معاہدے کئے تھے مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے خالدؓ اور مثنیٰ سے معاہدہ کرنے والے سارے رئیس باستثناء بانقیا، باسما اور اُلیس الآخرۃ، معاہدے توڑ کر باغی ہو گئے تھے، ان رئیسوں کا دعویٰ ہے کہ ایرانیوں نے ان کو عہد شکنی اور مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تاہم نہ تو وہ ہم سے لڑے اور نہ اپنے علاقے چھوڑ کر بھاگے۔ دوسرے مراسلہ کا مضمون یہ تھا: اہل سواد جنگ کے زمانہ میں گھر بار چھوڑ کر محفوظ جگہ چلے گئے تھے اور ایک جماعت نے مدائن میں پناہ لی تھی۔ جنگ کے بعد متعدد رئیس ہمارے پاس آئے جنہوں نے پاس عہد کیا تھا اور ہمارے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے، ہم نے ان کے وہ معاہدے جو انہوں نے ہمارے پیش رو مسلمانوں (یعنی خالدؓ اور مثنیٰ) سے کیے تھے۔ مشروط طور پر بحال کر دیئے ہیں۔ بتایئے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو

(۱) معاہدوں پر قائم رہے۔

(۲) جو گھر بار چھوڑ کر چلے گئے۔

(۳) جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو عہد شکنی اور لڑنے پر مجبور کیا گیا مگر وہ نہ تو بھاگے اور نہ لڑے۔

(۴) جو مقیم رہے اور جزیہ دینے کو تیار ہیں۔ امیر المومنین ہم ایک بڑے دل نشین اور سرسبز ملک میں ہیں جہاں کی بستیاں اور اراضی جنگ کے زیر اثر اجڑ گئی ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ اہل سواد کی دل جوئی کی جائے اور ان کے ساتھ نرم برتاؤ کیا جائے اس سے سواد کی زراعت اور خوش حالی قائم رہے گی اور دشمن کے حوصلے بھی پست ہو جائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے خط پا کر ایک عام جلسہ میں تقریر کی اور حاضرین کو دونوں مراسلوں کے مضمون سے آگاہ کر کے

ان کی رائے معلوم کی، عمائدین صحابہ نے کہا: جو معاہدہ رئیس اپنے اپنے علاقوں میں رہے ہوں اور انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا ہو، ان سے جو معاہدے کیے گئے ہوں وہ برقرار رکھے جائیں۔

(۲) جو معاہد اس بات کے مدعی ہوں کہ ان کو ایرانیوں نے نقضِ عہد اور جنگی تعاون پر مجبور کیا، مگر انہوں نے عہد توڑا اور نہ جنگی مدد دی، ایسے لوگوں کے حق میں اگر شہادت مل جائے تو ان کے معاہدوں کو منسوخ کر دیا جائے اور ان سے نئے معاہدے کیے جائیں۔

(۳) جو لوگ گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں ان کے معاملہ میں مسلمانوں کو اختیار ہے کہ چاہے ان سے مصالحت کر کے جزیہ گذار بنالیں یا ان کی اراضی واملاک پر خود قابض ہو جائیں۔

(۴) جو لوگ اپنے گھر مقیم رہے رہوں اور مسلمانوں کی سیادت تسلیم کریں، ان پر جزیہ لگایا جائے ورنہ ان کو گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہونے پر مجبور کیا جائے۔

پہلے مراسلہ کا جواب

واضح ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر معاملہ میں انسان کو (بشرط مجبوری) ترک واخذ کا حق دیا ہے مگر دو معاملے اس سے مستثنیٰ ہیں انصاف اور خدا کی یاد۔ خدا کی یاد میں کسی انسان کو کسی حال میں ترک واخذ کا حق نہیں ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک کے ساتھ انصاف کرے اور ایک کے ساتھ نہ کرے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ عزیز و بے گانہ، دوست و دشمن، مصیبت و شادمانی، ہر شخص اور ہر حال میں انصاف سے کام لے۔ اگرچہ نرم نظر آتا ہے، مگر اس میں ظلم و باطل کے توڑنے اور خدائی نافرمانی کو روکنے کی بے پناہ قوت ہے۔

(۲) جو اہل سواد معاہدے پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے کسی طرح تمہارے خلاف کارروائی نہ کی ہو تو وہ تمہاری امان میں ہیں اور ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔

(۳) جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو عہد شکنی پر مجبور کیا گیا، مگر انہوں نے تم سے نہ تو جنگ کی نہ جلا وطن ہوئے تو تم کو اختیار ہے چاہے ان کا دعویٰ مان لو اور چاہے اس کو رد کر کے مزعومہ معاہدوں کو برقرار نہ رکھو اور ان کو ایرانی علاقہ میں پہنچا دو۔

دوسرے مراسلہ کا جواب

جو رئیس اپنے اپنے علاقوں میں مقیم رہے ہوں ان کے ساتھ اہلِ معاہدہ کا سا معاملہ کیا جائے، کیونکہ کہ وہ گھر بار چھوڑ کر نہیں گئے اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی کی۔

(۲) جن کاشت کاروں کا طرزِ عمل یہ رہا ہو ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

(۳) جو رئیس دعویٰ کریں کہ ان سے معاہدے کیے گئے تھے (اور انہوں نے تمہارے خلاف ایرانیوں کے ساتھ تعاون نہ کیا ہو) اور ان کے دعویٰ کی تائید میں ثبوت فراہم ہو تو وہ بھی جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں گے اور اگر ثبوت ان کے خلاف بہم ہو تو ان کے پرانے معاہدے منسوخ کر دیے جائیں اور ان سے نئے معاہدے کیے جائیں۔

(۴) جن رئیسوں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں تو ان کے معاملہ میں تم کو خدا کی طرف سے اختیار ہے کہ ان کو بلا کر ان کی اراضی اور املاک لوٹا دو اور وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں، اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی اراضی و املاک آپس میں بانٹ لو۔

5۔ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج بلاذری نے فتوح البلدان اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت عمرؓ کا ایک خط نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے سواد فتح کر کے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں کی اراضی اور باشندے ان کی ملک میں دے دیئے جائیں مگر حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ نہ مانا اور ذیل کا خط لکھا۔

(۱) ''تمہارا خط ملا' تم نے لکھا ہے کہ مسلمان وہ اراضی آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جس کو انہوں نے بزورِ شمشیر فتح کیا ہے۔''

(۲) میرا یہ خط پا کر دیکھو کہ مسلمان تمہارے لشکر میں شکست خوردہ دشمن کا کیا سامان اور مویشی لائے ہیں' اس سامان کو خمس نکال کر لشکر پر تقسیم کر دو۔

(۳) اور اراضی، دریاؤں اور نہروں کو ان لوگوں کے پاس چھوڑ دو جو ان کو کاشت کرتے رہے ہیں، تا کہ ان سے جو خراج وصول ہو وہ مسلمانوں کی تنخواہوں اور وظیفوں میں دیا جا سکے، اگر تم نے سواد کی اراضی فوج میں تقسیم کر دی تو بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے کچھ نہ بچے گا۔

(۴) میں نے تم کو ہدایت کی تھی کہ جب کسی قوم سے مقابل ہو تو لڑنے سے پہلے اس کو اسلام کی دعوت دو۔

(۵) اور یہ کہ جو شخص جنگ سے پہلے دعوت قبول کر لے گا۔ اس کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہوگی، اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہیں اور اس کو مالِ غنیمت میں حصہ بھی ملے گا۔

(۶) اور جو شخص جنگ اور شکست کے بعد اسلام لائے گا، اس کی حیثیت بھی مسلمان کی سی ہوگی لیکن اس کی دولت کے مالک مسلمان ہوں گے۔ کیوں کہ اسلام لانے سے پہلے اس کی دولت مسلمانوں کی ملک ہو چکی ہے۔

6۔ جسر کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے' دو ہزار بھاگ کر صحراؤں اور مدینہ میں چھپ گئے اور مثنیٰ بن حارثہ کے پاس صرف تین ہزار کی جمعیت رہ گئی' ایرانیوں سے نمٹنے کے لیے انہوں نے مرکز سے کمک طلب کی' حضرت عمرؓ

نے یمن کے قبیلہ بجیلہ کو جو اس وقت مدینہ آیا ہوا تھا مثنیٰ کی مدد کو بھیجنا چاہا مگر ان کو عراق کی بجائے شام جانے پر اصرار تھا اس کی ایک وجہ یہ تھی جسر کی تباہی سے لوگ ڈرے ہوئے تھے اور دوسرے شام کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے جا چکے تھے اور بجلیہ اپنے ہم نسب قبائل کے ساتھ رہنے کے خواہش مند تھے۔ وقت کے شدید تقاضا کے زیر اثر حضرت عمرؓ نے بجیلہ کو ایک رعایت دے کر عراق کی طرف مائل کرنا ضروری سمجھا انہوں نے جریر سے کہا جو بجیلہ کے لیڈر تھے کہ اگر تم عراق کے محاذ پر چلے جاؤ تو تمہیں اور تمہارے قبیلہ کو فتوحات کے خمس کا چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ قبیلہ نے یہ پیشکش منظور کی یہ تو طبری (۴/۷۰) کے راویوں کا قول ہے اس کے علاوہ ایک روایت جسے فتوح البلدان (ص ۲۷۷) نے نقل کیا ہے اور جس کی بنیاد پر ذیل کا خط وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے مفتوحہ اراضی وغنائم کے چوتھائی حصہ کا وعدہ کیا تھا اور ایک تیسری روایت تو یہاں تک ہے کہ تین برس تک قبیلہ بجلیہ کو سواد کا چوتھائی خراج بھی دیا جاتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے جریر کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ سارے مسلمانوں کے حق میں اس آمدنی سے دستبردار ہو جائیں اور وہ ہو گئے۔ جلولائیں ایرانیوں نے دوسری بڑی شکست کھائی اور سواد کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تو بجلیہ نے فتوحات کا چوتھا حصہ طلب کیا، سعد نے اس کی اطلاع مرکز کو دی تو یہ خط آیا۔

''اگر جریر یہ سمجھتے ہوں کہ ان کی فوج اور انہوں نے ''مؤلفۃ القلوب'' کے خاص حصہ کی خاطر جنگ کی تھی تو ان کو یہ حصہ دے دو اور اگر انہوں نے جنگ اسلام کی خاطر اور انعام ایزدی کے حصول کے لیے کی تھی تو وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں' ان کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔''

7۔ عتبہ بن غزوان کے نام

اُبلّہ ۱۴ھ میں صحابی عتبہ بن غزوان کی قیادت میں فتح ہوا، یہ اہم بندرگاہ دجلہ اور فرات کے دھانہ کے پاس بصرہ سے کوئی چودہ میل شمال مشرق میں خلیج فارس پر واقع تھی، جہاں ہندوستان جزائر ہند اور چین سے تجارتی جہاز آتے تھے، اس پر فارسیوں کا قبضہ تھا، یہاں کے مالِ غنیمت سے ایک شخص کو حصہ میں ایک بڑی دیگچی ملی جو پیتل کی خیال کی گئی مگر واقعتہً سونے کی تھی، جب حقیقتِ حال کا علم عتبہ کو ہوا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا کہ آیا دیگچی واپس لے لی جائے یا پانے والے کے پاس رہنے دی جائے۔

''اگر سلمہ (دیگچی پانے والے کا نام) خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے دیگچی کو پیتل کا سمجھ کر لیا تھا تب تو اس کے حق میں بحال رکھی جائے ورنہ اس کو مسلمان آپس میں بانٹ لیں۔''